

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دارالعلوم

حقانیہ میں آمد

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور

خطاب کے بعض اقتباسات

کوڑہ خشک میں حضرت سید احمد شہید کا خون دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں رنگ لایا

رہلور ٹنک :- جناب شفیق الدین فاروقی صاحب

عالم اسلام کے معروف سکالر، داعی کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہندوستان کے اکابر علماء

اور افاضل کے ساتھ ۱۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی زیارت و ملاقات کے لیے

دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

سے ملاقات، استقبالیہ تقریب اور ان کے خطاب میں حضرت شیخ الحدیث کی سوانح

اسی مناسبت سے دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت، تاریخی پس منظر، کوڑہ خشک کی تاریخی

عظمت، شہدائے بالا کوٹ کا تذکرہ اور جماد افغانستان میں حضرت شیخ الحدیث

کے تلمذ کا بھرپور قائدانہ کردار اور اس سلسلہ کے کئی اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی

ہے۔ جناب شفیق الدین فاروقی صاحب اس کی مفصل رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

۱۹ جولائی ۱۹۷۸ء کا دن دارالعلوم حقانیہ کے لیے خوشیوں کا دن تھا۔ بلکہ یہ سارا مہینہ مسرتوں کا

موسم بہار تھا۔ ابھی چند روز پہلے ایشیائی سربراہی کانفرنس کے سلسلے میں آنے والے بھارت کے ایک

محبوب و معزز مہمان شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے جانشین و فرزند مولانا سید اسعد

مدنی مدظلہ نے دارالعلوم کو اپنے قدوم مہینہ سے نوازا تھا اور آج دارالعلوم میں عالم اسلام کے عظیم مفکر

اور داعی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ندوۃ العلماء، لکھنؤ کی آمد آند تھی۔ گودارالعلوم میں تعطیلات

شعبان کی وجہ سے طلبہ موجود نہیں تھے مگر جہاں جہاں بھی اطلاع پہنچی علماء، دانشور اور دینی درد سے سرشار

مسلمان اس شمع علم کی زیارت کے لیے پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔ ایک ایک منٹ انتظار میں گذر رہا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث عدالت کے باوجود مشتاق دیدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مولانا موصوف کی آمد کا ایک مقصد

حضرت کی ملاقات بھی تھا۔ اللہ اللہ کر کے مولانا ندوی مدظلہ اور ان کے رفقاء کا قافلہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" کی رفاقت میں ظہر کے بعد دارالعلوم پہنچا۔ مولانا موصوف کے ساتھ کئی ممتاز علمی اور ادبی شخصیتیں بھی شریک سفر تھیں۔ مولانا مدظلہ کے بھانجے مولانا محمد الحسینی مدیر "البعث الاسلامی" (عربی) مولانا معین اللہ صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ مولانا اسحاق جلیس صاحب مدیر تعمیر حیات لکھنؤ، جناب احمد الحسینی سعودی قونصل خانہ لاہور بھی مولانا مدظلہ کے ساتھ تھے اسی طرح ہندوستان کے واقع اور معروف علمی ادارہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے ناظم اور مقرر جریدہ معارف کے مدیر شہیر مولانا صباح الدین عبدالرحمان بھی ساتھ تھے جو دارالمصنفین کے کسی سلسلہ میں اسلام آباد میں تشریف فرما تھے اور مولانا سمیع الحق صاحب سے اتفاقیہ ملاقات کے بعد مولانا نے انہیں بھی تشریف لانے کی دعوت دی عزم و فضل کے یہ اعیان مولانا ندوی مدظلہ کی قیادت میں دارالعلوم پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی۔ دونوں اکابر کی محبت و عقیدت اور خلوص کی ملاقات کا منظر دیدنی تھا۔ اس کے بعد الحق کے نئے دفتر میں مسز مہمانوں نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ نماز عصر کے بعد دارالعلوم کی جامع مسجد کے ہال میں جو اطراف و اکناف سے آنے ہوئے مشاقین علم و فضل سے بھرا ہوا تھا، ایک مختصر تقریب کے آغاز میں محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مدیر الحق نے عظیم اور محبوب مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے استقبالیہ تقریر میں کہا کہ۔

----- "میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے حضرت الاساذ الداعی الکبیر علامہ ندوی مدظلہ کا نیر مقدم اور شکریہ ادا کروں۔ صرف اشاعر ض ہے کہ آج دارالعلوم کی شکل میں علوم دینیہ کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے چلایا وہ حضرت ندوی کے مورث اعلیٰ سیدنا الامام احمد بن عرفان الشہید شاہ اسماعیل شہید اور ابن اسلاف کے جہاد و قربانی کا ایک کرشمہ ہے اور انہی اسلاف کی برکات ہیں۔ حضرت سید احمد شہید کا جو مقام دعوت و عزیمت تھا اس دعوت کو مولانا ندوی مدظلہ نے صرف عالم اسلام میں نہیں بلکہ یورپ میں اور اسلام دشمن ممالک کے آخری سروں تک پہنچایا۔ بیشک آپ ان کے اہل وارث ہیں۔ سید احمد شہید نے جس مقام سے اپنے جہاد کا آغاز کیا وہ یہی اکوڑہ خشک تھا۔ اور صدیوں بعد اللہ کے دین کے لیے خالص اللہ کی رضا کے لیے برصغیر میں اگر خون شہادت گرا کسی مسلمان کا تو وہ سعادت اسی سرزمین اکوڑہ خشک کو حاصل ہے۔ یہی وہ علاقہ ہے۔ یہی وہ فضا میں ہیں جہاں آپ کے سید شہید نے سالہا سال ریاضتیں کیں ایک ایک بستی میں گشت کیے ایک ایک جرحہ کو وعظ و تبلیغ سے منور کیا یہاں انہوں نے حکومت الہیہ قائم کی اور آج تقریباً یہی وہ معرکہ کامیراں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو قائم فرمایا ہے۔

بہر زمین کہ نیسے ززعف وزدہ ست

ہنوز از سر آں بوئے ززعف می آید

اور جس طرح دارالعلوم دیوبند کے مقام و محل سے گزرتے ہوئے حضرت سید احمد شہید نے فرمایا کہ ”مجھے یہاں سے علم کی خوشبو آ رہی ہے۔“ اسی طرح ان میدانوں اور صحراؤں میں سید احمد شہید کی راتیں گزریں۔ راتوں کی تھوڑی بکا، سوڑو گداز کیا کیا راز و نیاز ہو گا جو ان میدانوں میں، ان فضاؤں میں نہیں ہوا ہو گا۔ اسی اکوڑہ خشک کے ممر کہ حق و باطل ولی رات کو سید شہید نے لیتا افرقان کہا تھا۔ کہ یہ رات حق و باطل کی تمیز کا ذریعہ ٹھہری۔

میں اپنے احباب سے اور ان معزز مہمانوں سے جو حضرت ندوی مدظلہ کاسن کر تشریف لائے اتنا عرض کروں گا۔ کہ اس وقت عالم اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے جو مساعی ہو رہی ہیں اس میں حضرت مولانا ندوی کا نہایت وقیع، ممتاز اور وافر حصہ ہے عالم عرب کو ان کا اصل مقام یاد دلانے میں ان پچیس تیس سالوں میں مولانا ندوی کا خاص حصہ ہے۔ وہ محترم شخصیت ہم میں موجود ہیں جنہوں نے امریکہ کے وائٹ ہاؤس کے قریب وہاں کی عظیم یونیورسٹیوں میں وہاں ہی کے دانشوروں اور مستشرقین کو، سکالروں کو عیسائیت کی مسح شدہ تصویر دکھائی اور اسلام کی بے حد صداقتوں کو ان کے سامنے واضح کیا۔ بلاشبہ مولانا ندوی مدظلہ اس دور میں ایک مجددانہ کام کر رہے ہیں۔ اس صدی میں مغرب اور مغربیت اسلام اور عالم اسلام کے لیے ابتلاء عظیم کا باعث بنا تو مغرب کا جواب دہن اور وہاں کے ففسوں کا جو تحلیل و تجزیہ مولانا نے فرمایا اور جس جارحانہ انداز میں مغربیت کا تعاقب کیا اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ آج وہ نعمت خود چل کر ہمارے پاس آئی ہے۔ یہ دارالعلوم کی سعادت ہے اور دارالعلوم کا سب کچھ اکابر کی توجہات کامرہون منت ہے۔ یہ ان حضرات اور اسلاف کا فیض ہے کہ آج اس وادی غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ نے کچھ دین کا سلسلہ چلایا۔

میں مولانا کے معزز رفقاء جو ہندوستان کے ہل علم و فضل ہیں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محترم دوست مولانا محمد الحسینی مدیر ”البعث الاسلامی“ جنہیں اللہ نے اردو اور عربی دونوں زبانوں میں مولانا کا جانشین بنایا ہے اور ندوہ جیسے عظیم ادارہ کے ناظم مولانا معین اللہ ندوی صاحب، اسی طرح وقیع جگہ ”نعمیر حیات“ کے ایڈیٹر مولانا اسحاق جلیس کا بھی شکر گزار ہوں۔ ان خوشیوں میں ہندوستان کے ایک اور عظیم اور قدیم ادارہ دارالمصنفین جسے علامہ شبلی نعمانی نے قائم کیا اور علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے پروان چڑھایا، کے ناظم اور برصغیر کے قدیم موقر جریدہ معارف کے مدیر مولانا صباح الدین عیاض رحمان کی آمد نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ندوۃ العلماء اور دارالمصنفین کے اکابر یہاں جمع کر دیئے ہیں۔ ان حضرات کی برکت سے اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو دین کی خدمت انجام دینے کی بیش از بیش توفیق دے۔

اس کے بعد مولانا ندوی مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اس لیے کہ ایک تو مولانا بے حد تھکاؤٹ محسوس کر رہے تھے۔ پھر جلد ہی واپسی بھی تھی تقریر کے بعد مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے مبارک

ہاتھوں دارالعلوم کے طلبہ کے لیے سید احمد شہید قدس سرہ کے ناظم نامی پر موسوم دارالافتاء سید احمد شہید کاسنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ عمارت دارالحدیث کے مغربی جانب درسگاہوں کی جھت پر بنے گی۔۔۔ یہاں کے بالکل عقب میں وہ گھاٹی ہے جہاں سے سید شہید کے مجاہدین نے اکوڑہ خٹک کے میدان میں شیخوں مارا تھا۔ سنگ بنیاد رکھتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی اور ان کے رفقاء کی مسرت قابل دید تھی۔ مولانا ندوی نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد تضرع والہاج سے اس عمارت کی تکمیل کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو دین کے داعیوں اور مجاہدین کامر کز بنادے۔

اس کے بعد دارالعلوم کے مختلف شعبوں اور عمارتوں کا معائنہ فرمایا۔ کچھ دیر دارالعلوم کے دارالحدیث میں تشریف فرما رہے، وہاں دارالعلوم کی کتاب اللہ میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم کے صحن میں قریباً پورے گھنٹہ شائقین کے جھرمٹ میں حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ بیٹھے رہے۔ رات ساڑھے آٹھ بجے اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن پر مولانا مدظلہ کو باجٹم پر نم رخصت کیا گیا۔ مولانا ندوی مدظلہ ان میدانوں اور فضاؤں پر بڑی واہمانہ اور حسرت بھری نگاہیں ڈالتے رہے جہاں سید احمد شہید اور ان کے رفقاء نے برصغیر میں سب سے پہلے حکومت الہیہ کے قیام کے لیے امنائون پانی کی طرح سایا۔ مولانا مدظلہ کے تحریری تاثرات یہ ہیں۔

رانے گرامی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ متمم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ کا دن میرے لیے بہت ہی مسرت اور سعادت کا دن ہے کہ میں اپنے عزیز رفقاء اور محترمی سید صباح الدین عبدالرحمان ناظم دارالمصنفین اعظم، گڑھ و مدیر "معارف" کی مصیبت میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا۔ اس سرزمین سے جس میں یہ دارالعلوم واقع ہے۔ ایک وقیع اور عزیز تاریخ اور بڑی یادگار روایات وابستہ ہیں، یہ وہ سرزمین ہے جس پر مسلمانوں کی نئی تاریخ لکھی جانے والی تھی مگر وہ نامکمل رہ گئی، اور اسی کے ساتھ احیائے اسلام اور مسلمانوں کا نشاۃ ثانیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا۔ دارالعلوم حقانیہ کا قیام ایک نیک فال ہے اور ان ہی شہیدوں اور مخلصوں کی جانفشانیوں کی برکت ہے۔ میرے ذہن میں دارالعلوم کا جو نقشہ اور تصور تھا میں نے اس کو اس سے کہیں بہت اور وسیع تر پایا۔ اس کو دیکھ کر امید پیدا ہوتی ہے کہ ملک کامر کز کی دارالعلوم اور عظیم جامعہ اسلامیہ ثابت ہوگا۔ خوش قسمتی سے اس کو حضرت مولانا عبدالحق کی سرپرستی اور ان کی دعا اور توجہ حاصل ہے اسی کے ساتھ فاضل اساتذہ کی تدریسی خدمات اور طلبہ کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو نظر بد سے بچائے اور ہر طرح کی آفات اور مکر وہات سے حفاظت فرمائے اور یہ جلد منازل ترقی طے کر کے بام عروج پر پہنچے۔

خاکسار

ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے خطاب کے بعض اقتباسات

_____ اور ہم کو یہ راستہ (جس پر محمود غزنوی، احمد شاہ درانی اور شہدائے بالاکوٹ آئے ہیں) بھی عزیز ہے۔ جس راستہ سے یہ فاتح اور کشور کٹا آئے۔ لیکن جیسا کہ ابھی مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا اور بجافرمایا کہ اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لیے، خالص اللہ کی رضا کے لیے اور سستوں کو زندہ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے، اور ادخلوا فی السلم کافة کا پیغام پہنچانے کے لیے، عمل کرانے کے لیے، حدود شرعیہ کو نافذ کرنے کے لیے، قوانین شریعت کو رائج کرنے کے لیے جو مہلا خون ہندوستان میں صدیوں کے بعد ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں تھوڑے بہت مطالعہ کی بناء پر جس کا مجھے موقع مل سکا ہے۔ یہ کہہ سکتا ہوں کہ عالم اسلام میں صدیوں بعد جو مہلا پاک خون دم ذکی۔ جس میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی، وہ خون جس سر زمین میں مہلی بار بہا ہے وہ آپ کی سر زمین ہے یہ اکوڑہ خشک کی زمین ہے۔ جس کے متعلق مرزا مظہر جان جاناں کا یہ شعر صحیح ہو گا۔

بنا کر دند خوش رسمے جٹاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را

کسی بادشاہ کے متعلق، کسی غازی کے متعلق، کسی فاتح کے متعلق تاریخ نہیں لکھتا کہ جہاد شروع کرنے سے پہلے اس نے اعلان نامہ بھیجا ہو کسی حریف کو، جس کے خلاف اس نے غزا کرنا تھا، جہاد کرنا تھا، کہ تین چیزیں ہیں۔ پہلی دعوت ہماری یہ ہے کہ تم اسلام قبول کر لو، اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو ہم یہ زمین تمہارے حوالے کر جائیں گے تم ہمارے بھائی ہو گے، پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہو گا کہ بستی مٹا کر تمہاری جگہ بیٹھیں، اس لیے کہ یہ آقاؤں کا تبادلہ نہیں ہے یہ دین کا اور مسلک کا تبادلہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیمان کرتے ہو تو اول تم زیادہ حقدار ہو۔ اگر یہ تمہیں منظور نہیں تو تم جزیہ دینا منظور کرو یا باجگزار ہمارے بن جاؤ ہم تمہاری حفاظت بھی کریں گے اور تمہیں اپنے حال پر باقی رکھیں گے، اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

فتوح البلدان بلاذری میں آتا ہے کہ جب سر قند فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ اصل ترتیب اسلام میں یہ ہے کہ سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے، پھر اس کے بعد جزیہ کی پیشکش کی جائے اگر وہ بھی منظور نہ ہو تو پھر قتال ہے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ سر قند میں فوجیں داخل ہو گئیں بغیر دعوت اسلام دیے اور بغیر جزیہ کا مطالبہ کیے۔ تو ان کو ایک عرصہ کے بعد

ہوش آیا جبکہ مسلمان وہاں بس گئے تھے، وہاں گھر بنالیے تھے، تو انہوں نے ایک وفد روانہ کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں، جنہیں خلفاء راشدین کی فہرست میں شامل کیا جائے وہ جنہیں خلیفہ خاص کہتے ہیں، ان کو معلوم ہوا کہ وہ خلیفہ عادل ہیں اور شریعت پر پورا پورا عمل کرتے ہیں۔ تو ایک وفد مرتب ہو کر ان کے پاس حاضر ہوا۔ اور ان سے شکایت کی کہ سرقد بغیر اس سنت کے اور بغیر ایک حکم شرعی پر عمل کیے فتح ہو گیا ہے۔ انہوں (عمر بن عبدالعزیز) نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک پرچہ لکھا وہاں کے قاضی کے نام کہ جس وقت تمہیں یہ پرچہ ملے تو اسی وقت عدالت کرو اور وہاں اس بات پر شہادت لو کہ اس وقت اس سنت پر عمل کیا گیا تھا یا نہیں؟ اگر ثابت ہو جائے اور کوئی شہادت اس امر پر نہ ہو کہ پہلے اسلام اور پھر جزیہ کی دعوت دی گئی تھی۔ تو تمام مسلمان فوجیں اسی وقت سرقد چھوڑ کر اس کی حدود سے باہر جا کر کھڑی ہو جائیں، اس کے بعد اس سنت پر عمل کریں، پہلے اہل سرقد کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر منظور ہو تو فہانہ ہو تو پھر جزیہ کا کہیں اسے بھی نہ مانیں، تب جہاد کریں۔ قاضی صاحب کو پرچہ ملا، انہوں نے عدالت طلب کی، مدعا علیہ مسلمانوں کی فوج کے قائد ہیں، اور دنیا کی تاریخ میں شاید اس واقعہ کی نظیر نہ ملے، کہ ایک کمانڈر جس نے اپنی نوک شمشیر سے اتنا ہم علاقہ ترکستان کا دار الخلافہ فتح کیا تھا وہ مدعی ملیہ اور ایک معمولی مسلمان کی حیثیت سے حاضر تھا، اس مسجد میں اس سے پوچھا گیا، اس نے اعتراف کیا کہ ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں یلغار میں اور اسلامی فتوحات کے سلسل میں اس شرعی حکم پر عمل نہیں کر سکا، اور جب یہ معاملہ ثابت ہو گیا تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ مسلمان اس شہر سے تظلیہ کریں اسے خالی کریں مسلمانوں نے گھر بنالیے تھے، کھیتیاں جوت لی تھیں، بہت سے لوگوں نے اسے اپنا شہر بنالیا تھا، تو سب کچھ چھوڑ کر دامن جھاڑ کر چلے گئے، باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہاں کے بت پرستوں نے یا بد مذہب کے ماننے والوں نے مشرکوں نے یہ معاملہ دیکھا کہ شریعت کا اتنا احترام ہے ان کا دلوں میں اور عدل و انصاف کا اتنا لحاظ ہے کہ وہ اپنے قائد قوت پر، کمانڈر انیمیف پر بھی اسے نافذ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اب لڑائی کی ضرورت نہیں ہم خود مسلمان ہوتے ہیں چنانچہ سرقد سارے کا سارا مسلمان ہو گیا۔

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت بھی جہاد کی اس سنت پر عمل کسی طرح چھوٹ جاتا تھا۔ اور اس کے بعد تو معلوم نہیں تاریخ کا تعین تو مشکل ہے مگر اس کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ میں ہم یہ نہیں دیکھ سکتے کہ اس سنت پر عمل کیا گیا ہو۔ اس اللہ کے بندے نے اس مرد مجاہد نے جس کا نام سید احمد شہید ہے اور ان کے ساتھی مولانا شاہ اسماعیل شہید جنہیں ان کا وزیر اعظم کہتے یا دست راست کہتے یا دست و بازو کہتے یا لشکر کے قاضی مفتی اور شیخ الاسلام کہتے ان دونوں نے پہلی مرتبہ اس سنت پر عمل کیا اور ہمیں سے وہ اعلان نامہ لاہور روانہ کیا گیا جو لفظ بلفظ کتابوں میں منقول ہے۔ تو یہی اکوڑہ خنک وہ سرزمین ہے۔ جو ان مجاہدوں کے خون سے لالہ زار بنی۔

----- اور ان شہیداں ضائع نہیں ہوتا وہ ہزاروں باغ کھلاتا ہے اور اس کے نتیجے میں

جیسے باغ پیدا ہوتے، اسی طرح مدرسے بھی پیدا ہوتے ہیں خانقاہیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مسجدیں بھی صفحہ وجود آتی ہیں اور وہ زمین اللہ کی راہ میں واقع ہو جاتی ہے اس لیے کہ اس پر شہیدوں کا اور مجاہدوں کا خون بہا ہے۔ تو آپ کی اس سرزمین (اکوڑہ شک) کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں پر اللہ کی راہ میں اس جہاد کا آغاز ہوا۔ اور ابھی میں راستے میں سنا رہا تھا کہ ہمارے رائے بریلی کے ایک خان صاحب تھے عبدالمجید خان صاحب ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل تھا جنہیں رات کو بھیجا جانا تھا اکوڑہ کے چھاپے کے لیے رات کو چھاپہ ڈالنا تھا۔ اور یہاں سے مجاہدین کی جو فروگاہ تھی ۶ کوس ۱۰ کوس کے فاصلے پر اور پھر رات ہی کو شبخون مارکر واپس ہونا تھا۔ تو حضرت سید احمد شہید کے سامنے جب فہرست آئی تو ان کو معلوم تھا کہ عبدالمجید خان صاحب بیمار ہیں اور کمزور ہیں تو ان کے نام کے سامنے نشان لگادیا کہ ان کا نام نکال دیا جائے کہ یہ کوئی جہاد کا اختتام نہیں، آغاز ہے، پھر بہت سے مواقع آئیں گے۔ ان کے جہاد کے تو ان کو جب معلوم ہوا کہ میرا نام فہرست سے نکال دیا گیا ہے تو کوئی اور ہوتا تو اس موقع کو غنیمت سمجھ لیتے کہ مجھے بھی کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں میرا نام امیر المومنین نے خود ہی کاٹ دیا اس سے زیادہ بہتر کیا بات ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں بلکہ وہ خود دوڑتے ہوئے آئے اور شکایت کی کہ میرا نام کیوں فہرست سے کاٹ دیا ہے؟ فرمایا، بھئی تمہیں بخار آرہا ہے۔ میں سنتا رہا ہوں کہ تم بیمار اور کمزور ہو اور یہ بڑا سخت چھاپہ ہے اس کے لیے جفاکش اور خونخوار لوگوں کی ضرورت ہے، تو انہوں نے کہا کہ حضرت آج جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد قائم ہو رہی ہے اور یہ پہلا موقع ہے تو کیا میں اس بنیاد کے موقع سے محروم رہ جاؤں؟ تو میرا نام لہ اس فہرست میں شامل کر دیجیے، تو ان کا نام اس فہرست میں شامل کر لیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول فرمایا اور وہ اس چھاپہ میں شہید ہوئے۔

تو یہ سارے واقعات اس سرزمین کے ہیں۔ پھر یہاں سے دوسرا مقام شیدو میں ہوا جو آپ کے قریب ہے، اس کے بعد پھر ہوتے ہوتے ہنڈ وغیرہ میں معرکے ہوئے، جہانگیرہ وغیرہ میں۔ ان سب ناموں سے مانوس ہوں اس راستہ پر آج میں پہلی مرتبہ آیا ہوں اور اس سے قبل پشاور اور مردان کے راستہ آنا ہوا تھا جو آج سے ۳۵، ۳۴ برس پہلے کا واقعہ ہے جب دارالعلوم حقانیہ نہیں تھا اور میں آیا اور گھوم پھر کر چلا گیا۔ کیا معلوم تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا اور میری عمر وفا کرے گی اور اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھے گا کہ میں پھر دوبارہ یہاں آؤں گا اور اپنی آنکھوں سے اس دارالعلوم کو دیکھوں گا جہاں ان شہیدین کی نہ صرف یاد تازہ ہے بلکہ ایسا انتساب بھی ان کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ یہ نسبت! یہ نسبت گرامی ایسی ہے کہ انشاء اللہ یہ رنگ لانے گی۔ خون شہیدان رنگ لایا، یہ نسبت انشاء اللہ رنگ لائے گی۔ اس کا نام حقانیہ ہے اس میں حقانیت انشاء اللہ قائم رہے گی۔ اور یہاں سے جو لوگ نکلیں گے وہ حقانیت کے علمبردار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث اور شیخ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور اس مدرسہ کی کامیابیوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کے لگائے ہوئے اس باغ کو سرسبز و شاداب رکھے اور پھلتا پھولتا

رکھے۔۔۔ یہاں اس سرزمین میں ایک ایسا مدرسہ ضرور ہونا چاہیے تھا جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں بلند ہوں۔۔۔ اس لیے کہ اسی قال اللہ اور قال الرسول ہی کا نتیجہ تھا کہ کتنے اللہ کے بند تھے تھیلیوں پر سر رکھے ہزاروں میل سے، ہندوستان سے کہاں کہاں سے یہاں پر آئے، اور کہاں یہ میدان یہ قال اللہ اور قال الرسول ہی تھا جو ان کو اتنا دور کھینچ لیا اور یہ جب تک قال اللہ اور قال الرسول کی صدا میں بلند ہوتی رہیں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رحمت برستی رہے گی۔۔۔ ع۔۔۔۔

ہنوز آل ابر رحمت درفش است

ضم و خمتانہ با مہر و نشان است

ابھی یہ خمتانہ خالی نہیں ہوا جاری ہے۔ اور حافظ کے اس شعر پر میں ختم کرتا ہوں۔۔۔ ع۔۔۔۔

از صد سخن پیرم یک نکتہ مر ایا دست

عالم نہ شود ویراں تا میکدہ آباد است

کہ اپنے مرشد کی سب باتوں میں سے ایک بات مجھے یاد رہ گئی ہے کہ عالم اس وقت تک ویراں نہیں ہو گا جب تک کہ میکدہ قائم ہے۔ یعنی میکدہ معرفت قائم ہے قال اللہ و قال الرسول کا مرکز قائم ہے۔ اس وقت تک عالم ویراں نہیں ہو گا۔ اور یہ حدیث میں آتا ہے کہ جب تک ایک اللہ اللہ کرنے والا باقی ہو گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔ آپ کو مبارک ہو یہ سرزمین بھی مبارک ہو کبھی کبھی

تازہ خواہی داشتن گر داغ نمائے سینہ را

گا ہے گا ہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس دارالعلوم کی آپ قدر کریں، اس کے اساتذہ اور اس کے علماء کی قدر کریں، یہاں ذہین طالب علموں کو بھیجیں، اس لیے کہ اب ضرورت ہے جیسا کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے اشارہ کیا کہ مغربیت کے فتنے میں ذہین لوگ سامنے آئیں کہ جن کے اندر حوصلہ ہو، دلولہ ہو، اچھے خاندانوں کے ہوں، ان میں مجاہدوں کا خون ہو، شہیدوں کا خون ہو، مہینوں کا خون ہو، وفاداروں کا خون ہو، وہ آئیں اور وہ لوگ علوم کتاب و سنت پڑھیں اور اس کے بعد اس سرزمین میں جو اس وقت ایک ایسے دور ہے کہ کھڑی ہے اور یہاں اسلامی قانون کے نفاذ کے ارادے کیے جا رہے ہیں اور مطالبے بھی کیے جا رہے ہیں وہ رہنمائی کریں۔

بس ان الفاظ کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں۔۔۔ میں نے یہاں آ کر کسی پر احسان نہیں کیا، میرا کسی کے اوپر کوئی احسان نہیں بلکہ میں نے اپنے اوپر احسان کیا ہے، اور بلانے والوں نے مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر احسان کیا ہے، کہ یہ عزیز سرزمین ہم کو دوبارہ دکھلا دی۔ جس مقصد کے لیے یہ زمین

رنگین ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ اس مقصد کو دنیا میں عام کرنے اور اسلام کا کلمہ بلند ہو، اسلام کو غلبہ حاصل ہو اور ہمارے گھروں میں، ہمارے دفتروں میں، ہمارے اداروں میں سب جگہ اسلام نافذ ہو۔ آمین